Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 146-158
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

سماجی و معاشی احکام منتخب اردو تفاسیر کے تناظر میں

Socio-Economic Rulings in the Context of Selected Urdū Interpretations

Sarfraz Ali [1], Dr. Anwarullah Tayyabi [2]

Article History

Received
10-02-2025

Accepted
04-03-2025

Published
06-03-2025

Indexing

Abstract

The Holy Qur'an is in the ʻArabī language, and the Prophet's language was also ʻArabī. When the borders of Islām spread far and wide and non-ʻArab and non-Muslim entered the religion of Islām, they inevitably needed the interpretation, translation, and meaning of the Qur'ān. Translations and interpretations can be written in the same language for the people of our language. In the Hind-Pāk subcontinent, with the help of the Ṣūfī scholars and their preaching, the inhabitants of this place entered Islām. Urdū became the most spoken and developed language of the Hind-Pāk subcontinent as it progressed. Since the majority of Muslim population here needed to understand their religion Islām, there was a dire need for translations and interpretations of the Qur'ān in their own language.

In view of the socio-economic importance, expert Urdū commentators, keeping in mind the social and economic aspects, highlighted in their interpretations the issues that improve the society morally. They presented the rules and regulations of the economy in relation to tijārat (commercial Islāmī affairs) and zarāʻat (agricultural transactions) in their interpretations in Urdū. Among them, Maulānā Sayyid Abū al-Aʻlā Maudūdī, a renowned commentator of the modern era, influenced the minds of the new generation. After him, the most famous commentator of the present age, whose tafsīr has been widely accepted, is Pīr Karam Shāh Azharī. He explained the interpretation of Qur'ānic verses from a social and economic perspective. After him, Maulānā Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, another distinguished mufassir, further elaborated on the socio-economic aspects of society, making significant contributions to tafsīr literature.

Keywords:

Qur'ān, Islām, Urdū Tafsīr, Tijārat, Zarāʻat, Maulānā Sayyid Abū al-Aʻlā Maudūdī, Socio-Economic Rulings, Hind-Pāk Subcontinent, Ṣūfī Scholars.

[1]*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Punjab, Pakistan.*
sarfraznaeemi786@gmail.com
[2]*Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara, Punjab, Pakistan.*
Dr.anwarullah@uo.edu.pk

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

تمہید

قرآن مقدس عربی زبان میں ہے اور نبی کریم ﷺ کی زبان بھی عربی تھی، صحابہ کرام اور اہل عرب اس کے معنی و مطالب سے بخوبی واقف تھے۔

جب اسلام کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں اور دین اسلام میں غیر عرب اور غیر مسلم داخل ہوئے تو لا محالہ ان کو قرآن مجید کی تفسیر، ترجمہ، معنی و مطالب کی ضرورت پیش آئی۔ اہل علم نے قرانی علوم و تفسیر کو سیکھ کر اپنے ہم زبان لوگوں کے لیے اسی زبان میں تراجم و تفاسیر تحریر کیں۔

برصغیر پاک و ہند کے اندر صوفیاء کرام کی آمد اور ان کی تبلیغ سے یہاں کے باشندے اسلام میں داخل ہوئے، تو اس وقت صوفیا کی آمد اور مسلمان حملہ آوروں کی وجہ سے ایک نئی زبان معرض وجود میں آئی جو کئی ناموں کی منازل سے ترقی طے کرتے ہوئے برصغیر کی سب سے زیادہ بولی جانے والی ترقی یافتہ زبان اردو بنی اور پھر یہاں کے مسلمانوں کو دین اسلام سمجھنے کے لیے اپنی زبان کے اندر قرآن پاک کے تراجم و تفاسیر کی اشد ضرورت پیش آئی، اسی ضرورت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل علم نے اردو تراجم و تفاسیر تحریر کیں۔

سماجی و معاشی اہمیت کے پیش نظر ماہر تفاسیر اردو سماجیت اور معیشت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی تفاسیر میں ان امور کو سامنے لائے جن سے معاشرہ اخلاقی اعتبار سے اصلاح پذیر ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے معیشت کے قواعد و ضوابط کو اسلامی تجارت امور کے حوالے سے اور زرعی معاملہ بندی کو بھی اپنی تفاسیر میں پیش کیا۔

سماج کا لغوی معنیٰ:

معاشرہ، سوسائٹی، انجمن، کمیٹی، محفل، گروہ، جتھہ، ٹولی جمع وغیرہ[1]

سماج کا اصطلاحی معنیٰ:

سماج سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی ایک ساتھ رہنا، اکٹھا رہنا، مل جل کر رہنا کے ہیں۔[2]

سماج کا تعارف

سماجیات و عمرانیات معنی کے اعتبار سے دونوں مترادف الفاظ ہیں، یہ تنظیم ترقی اور اداروں کے متعلق علم کا نام ہے۔ یہ ایسے علم کا نام ہے جو مختلف تفتیشی، تجزیاتی، تنقیدی جائزہ و معاشرتی و انتشاری تبدیلی کی بنیادیں فراہم کرتا ہے، جس پر ماہرین عمرانیات و سماجیات اپنی بنیادیں استوار کرتے ہیں۔

سماجی زندگی کی قرآنی بنیادیں:

قرآن چونکہ ایک ابدی کتاب ہے اور اس کا موضوع انسانیت ہے، وہ معاشرتی برائیوں کی جڑ کو اپنے احکام سے نکالتا ہے، خواہ ان کا تعلق معاشرے سے ہو یا معاشیات سے، قوموں کی ہسٹری سے ہو یا آثار قدیمہ سے، سیاست سے ہو یا اقتصادیات سے، تہذیب و تمدن سے ہو، عمرانیات یا نفسیات سے، ان کا اثبات کلام الٰہی نے لازمی طور پر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی[3]

"اور کوئی بات وہ اپنی آرزو سے نہیں بولتے"

انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے تمام سماجی مراحل کو عبور کرتا ہوا آتا ہے اور وہ تمام مراحل جس سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے قرآن حکیم بڑی خوش اسلوبی سے بیان کرتا ہے، جس سے عالمِ دنیا کی زندگی ایک صالح معاشرہ قائم کر سکے، کیونکہ انسانوں کے مل جل کر رہنے کا نام معاشرہ ہے۔

فرد سے خاندان، خاندان سے قوم، قوم سے اقوام، اقوام سے عالم اقوام سب کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

سماجی زندگی:

فرد:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی عظمت، عزت و وقار کے متعلق فرمایا:

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا[4]

"یقیناً ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی خشکی اور تری میں سواریاں عطاء کیں اور انہیں پاکیزہ روزی عطاء کی اور تمام مخلوق سے برتری عطاء کی"

مفسرین کی آراء

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ کے بقول:

"اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے وصف انسانیت کے ناطے سے تمام انسانیت کو برابر کہا ہے، نسلی، قبائلی، علاقائی، مالی، منصبی، تفاخر کی نفی کی ہے کیونکہ یہ تفاخر و عصبیت اقوام میں فتنہ فساد کا باعث بنتی ہیں۔ یہ نام و نسب قبائلی تعارف یہ انسان کی پہچان کے لیے ہے، باعث برتری تفاخر نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک صرف تقوی کی فضیلت ہے"[5]

ابو الاعلیٰ سید مودودی کے بقول:

"انسانیت ہونے کے ناطے سے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تمام انسان بطور انسانیت برابر ہیں، رنگ نسل قوم وطن علاقہ جات یہ سب عصبیت کو جنم دیتے ہیں اور یہی عصبیت عالم انسان کی تباہی کا باعث بنتی ہے"[6]

سید عبد الرحمن گیلانی کے بقول:

"اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک ہی باپ سے پیدا فرمایا اور ان کے مختلف قبائل گروہ بنائے، تاکہ تمہاری پہچان ہو جائے بصورت دیگر یہ رنگ و نسل وطنیت علاقائیت باعث برتری و تفاخر نہیں ہیں بلکہ یہ اقوام کے اندر جنگ و جدل کا باعث بنتے ہیں"[7]

خاندان:

خاندان میں اسلامی نقطہ نظر سے اولاد، اقرباء، والدین شمار ہوتے ہیں۔ خاندان کے حوالہ سے والدین کا حق زیادہ سمجھا جاتا ہے، جس طرح اللہ پاک نے متعدد مقامات پر ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

جیسے ارشاد فرمایا:

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا[8]

ترجمہ: اور دعاء کیا کرو کہ اے میرے پروردگار! توان دونوں یعنی والدین پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا۔

مزید خاندان کے حوالے سے فرمایا:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَۚ- وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِۙ وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِۚ- وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَۚ- وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْاۚ- وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْاؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[9]

ترجمہ: اصل نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ اصلی نیک وہ ہے جو اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور (غلام لونڈیوں کی) گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور وہ لوگ جو عہد کر کے اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں اور مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ [10]

اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں عالمین کے لئے نشانیاں ہیں۔

اس کے ضمن میں امین احسن اصلاحی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اسی طرح انسانوں کے عالم پر غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ قوموں کی زبانیں الگ اور فرد فرد کا لہجہ مختلف ہے، اس طرح ان کے رنگ بھی الگ الگ ہیں، لیکن اس اختلاف کے باوجود کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں زبان ولہجہ کے لوگ الگ خدا کی مخلوق ہیں اور فلاں رنگ کے لوگ کسی الگ خالق کی مخلوق ہیں بلکہ ہر دانشمند یہ جانتا ہے کہ ایک ہی خالق نے تمام انسانوں کو وجود بخشا ہے۔"(اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن تحت الآیۃ:22، سورۃ الروم)

اس کے ضمن میں پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

اولاد ادم اور کثرت سے السنہ، اختلاف رنگ و نسل، ہر زبان کے اندر ادب علم و فن، رنگ کے اعتبار سے اپنے اندر کشش اور خوبصورتی رکھتے ہیں۔ توجہ طلب یہ امر ہے کہ جس خالق نے مختلف مخلوق کو تخلیق کیا اس کی صنعتوں اور حکمتوں کا کون احاطہ کر سکتا ہے کوئی بھی نہیں، اس کے سوا یہ امر اس بات کا متقاضی ہے کہ اب سوچ میرے دوست خدا ہے کہ نہیں۔ [11]

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ- وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ- بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ- وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [12]

ترجمہ: اے ایمان والو تم میں سے کوئی مرد کسی مرد کا تمسخر نہ اٹھائے ہو سکتا ہے کہ مذاق اڑانے والوں سے وہ بہتر ہو اور نہ کوئی صاحب ایمان عورت کسی عورت کا مذاق اڑائے ہو سکتا ہے کہ مذاق اڑانے والیوں سے دوسری بہتر ہوں، اس بات کا علم صرف اللہ تعالی کی ذات جانتی ہے کہ تم میں سے کون بہتر ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کو تانازنی سے کام لو اور نہ ہی برے ناموں سے پکارو یعنی بگڑے ناموں سے۔ [13]

اس کے ضمن میں پیر کرم شاہ الازہری کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے یعنی اے ایمان والو! کوئی تم میں سے کسی مرد کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ مذاق اڑانے والوں سے وہ بہتر ہوں اور عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہو سکتا ہے کہ مذاق اڑانے والیوں سے دوسری بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور برے القاب سے نہ پکارو، برا نام لینا فسق میں آتا ہے اور تائب نہ ہونے والے ظالمین میں سے ہیں"

امین احسن اصلاحی کے بقول:

اس امر سے مراد ایمان والوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے ہیں ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایمان کے بعد اپنے دامن کو فسق یا گناہ سے آلودہ کریں، ایمان لانے کے بعد ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ کوئی مرد صاحب ایمان مرد کو اپنے سے حقیر گھٹیا یا کم تر نہ سمجھے اور نہ ہی اپنے آپ کو احساس برتری میں مبتلا کر کے دوسرے کا مذاق اڑائے اور نہ ہی صاحب ایمان عورتیں ایسا کریں، تمام انسان تخلیق انسانیت کے اعتبار سے مساوی ہیں لیکن بارگاہ رب العزت میں صاحب عزت و تکریم وہ ہے جو تقویٰ کے ساتھ آراستہ ہے۔[14]

ارشاد ربانی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ[15]

اس کے ضمن میں مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ جس کے ذمے ادائیگی حق ہے وہ ادا کرنے کا حقدار ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے انتہائی خوف کھائے اور ادائیگی حق میں ذرہ برابر کمی نہ کرے اور اس کو ادا کرے، جس کے ذمے حق ہے اگر وہ کسی مرض میں مبتلا ہے مخبوط الحواس ہے مجنون ہے دیوانہ ہے گونگا ہے بہرہ ہے عمر کے اس حصے میں ہے جہاں وہ صحیح بات نہ کہہ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے غیر زبان ہے تو ایسا شخص کسی کو کاتب بنا کر لکھوادے اور ساتھ ہی گواہ بھی بنائے۔[16]

اس کے ضمن میں مولانا مودودی لکھتے ہیں:

اس سے مراد ہے کہ انسان قرض لے تو قرض دہندہ و قرض گیر دونوں کے درمیان مدت کا تعین ہونا ضروری ہے، دوست احباب رشتہ دار لین دین کے معاملہ میں کتابت کو بداعتمادی اور معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم آپس میں لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔[17]

انسانیت کے حوالے سے معاشرے کی اجتماعیت قوم سے ہے، اللہ پاک فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[18]

”ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد و زن سے پیدا کیا پھر تمہارے قبیلے اور گروہ بنائے تاکہ ایک دوسرے کی پہچان ہو سکے، بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ خبیر اور علیم ہے“

اس کے ضمن میں پیر کرم شاہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"فرمایا: اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔ تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے۔ تمہارا مادہ تخلیق بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیت کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔ اولاد آدم کا مختلف شعوب و قبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و اعلیٰ خیال کرے، بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔"[19]

عبد الرحمن گیلانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک ہی باپ سے پیدا فرمایا اور ان کے مختلف قبائل گروہ بنائے تاکہ تمہاری پہچان ہو جائے، بصورت دیگر یہ رنگ و نسل وطنیت علاقیت باعث برتری و تفاخر نہیں ہیں بلکہ یہ اقوام کے اندر جنگ و جدل کا باعث بنتے ہیں۔[20]

اس کے ضمن میں عثمانی صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ نے وصف انسانیت کے ناطے سے تمام انسانیت کو برابر کہا ہے نسلی، قبائلی، علاقائی، مالی، منصبی، تفاخر کی نفی کی ہے کیونکہ یہ تفاخر و عصبیت اقوام میں فتنہ فساد کا باعث بنتی ہیں یہ نام و نسب قبائلی تعارف یہ انسان کی پہچان کے لیے ہے باعث برتری تفاخر نہیں ہے اللہ کے نزدیک صرف تقوی کی فضیلت ہے۔[21]

سماجی مسائل

سماج کے اندر جو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وہ میاں بیوی کے تعلقات ہیں جنہیں عائلی زندگی کہا جاتا ہے، سماج ترتیب ہی اس سے پاتا ہے اور اسی کے مسائل سماج کے اندر سب سے زیادہ ہیں جو خاندان اور سماج کو متاثر کرتے ہیں۔ زیادہ تر امور اسی سے جنم لیتے ہیں کیونکہ انہی کا رول سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ سماج کے دیگر مسائل بھی ہیں جن میں انصاف، خوانگی امور، صحت، تعلیم وغیرہ مگر ان سے بڑھ کر حقوق زوجین ہیں جن سے سماج بگاڑ کا شکار ہوتا ہے۔ سماج کی ترقی قوموں کی ترقی کا نام ہے، سماج جب گراوٹ کا شکار ہو گا تو قوم زوال پذیر اور اخلاق کردار کے لحاظ سے تنزلی کا شکار ہو گی اور دیگر سماجوں میں اس کا شمار نہیں ہو گا۔ جو سماج علمی اعتبار سے صحت کے حوالے سے اور معاشیات کے مضبوط ہونے کے حوالے سے اخلاق اور انصاف میں ایک مثال ہو گا، تو ماہرین عمرانیات و سماج اسے ترقی یافتہ سماج و معاشرہ شمار کرتے ہیں۔

معاشی احکام

معاش عربی زبان کا لفظ ہے جو قران و حدیث میں آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں سامان زیست، بعض ماہرین اس کے معنی خوراک اور رزق مراد لیتے ہیں۔

لسان العرب میں ابن منظور "العیش "کا معنی بیان کرتے ہیں کہ العیش کا معنی "زندگی" ہے اور معیشت سے مراد وہ ذرائع ہیں جن سے زندگی بسر کی جاسکے۔[22]

صاحب القاموس لکھتے ہیں:

معیشت سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔[23]

امام راغب اصفہانی معاشیات کا معنی تحریر کرتے ہیں:

العیش سے مراد وہ حیات ہے جو حیوانیت کے ساتھ خاص ہے اور انسان بھی حیوان ناطق ہے، حیوان کا لفظ ہر ذی روح کے لیے مستعمل ہے اور معیشت سے مراد وہ سامان زیست کو قرار دیتے ہیں۔[24]

قاضی زین العابدین بیان اللسان میں لکھتے ہیں:

اس کے معنی زندگانی اور معاش سے تقاعد یعنی پنشن کے لئے گئے ہیں۔(میرٹھی، زین العابدین سجاد، بیان اللسان، ص:778، دارالاشاعت، کراچی، 2007ء)

الغرض معیشت سے مراد وہ اشیاء جن سے انسانی زندگی پروان چڑھتی ہے، اس کو ذریعہ زندگی بھی کہہ سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ[25]

ترجمہ: کیا رحمت حق تعالیٰ وہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ عالم دنیا میں ان کا رزق ہم نے ہی منقسم کر رکھا ہے اور ہم نے ہی انسانوں میں سے ایک دوسرے پر فضیلت و برتری دے رکھی ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کو خدمت کے حوالے سے اپنائے رکھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے انتہائی درجہ بہتر اور خیر ہے جو انسان ذخیرہ کرتے ہیں۔

اس کے ضمن میں مفتی محمد شفیع رقم طراز ہیں:

تقسیم روزی کے امور کو کسی باختیار انسان اور نہ ہی کسی تنظیم اور کسی ادارے کے سپرد نہیں کیا، جو اپنے لائحہ عمل و تراکیب و تجاویز سے یہ سوچے کہ اس عالم دنیا کے افراد کی ضروریات کیا ہیں؟ انہیں کس طرح پورا کیا جائے؟ وسائل پیداوار کو کس تناسب کے ساتھ کن کاموں میں لگایا جائے اور ان کے درمیان آمدنی کی تقسیم کس بنیاد پر کی جائے؟ اس کے بجائے یہ تمام کام اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اور اپنے ہاتھ میں رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ ہر شخص کو دوسرے کا محتاج بنا کر دنیا کا نظام ہی ایسا بنا دیا ہے جس میں اگر (اجارہ داروں وغیرہ کے ذریعہ) غیر فطری رکاوٹیں پیدا کی جائیں تو وہ نظام خود بخود یہ تمام مسائل حل کر دیتا ہے۔[26]

سید مودودی یوں رقم طراز ہیں:

"دوسری چیز تخلیق انسانیت جن میں رنگ و روپ، اختلاف شکل و عقل، جہان و فکر، اعلیٰ اور ادنی نسب سے تعلق، کند ذہن اور ذہانت کی عطاء، معذور و تندرست، دراز قد، پست قد، سب دست قدرت ہے اس میں کسی کو دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔"[27]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى[28]

"اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"

اس آیت کریمہ کے تحت پیر کرم شاہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یاد خداوندی سے غافل ہو جاتا ہے اس کے رزق میں تنگی ہو جاتی ہے اگرچہ وہ شخص سامان دنیا کی ذخیرہ اندوزی وافر مقدار میں رکھتا ہو، وہ سکون دل سے محروم کر دیا جاتا ہے، اگرچہ اس کے پاس بھرے ہوئے کھانے وافر مقدار میں موجود ہوں اگرچہ وہ لباس فاخرہ میں ملبوس ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا قلب افسردہ اور روح اضطراری کیفیت سے دوچار رہتی ہے اور وہ سکون قلبی سے محروم ہوتا ہے۔[29]

تیسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ[30]

ترجمہ: اور کتنی ہی بستیاں انسانوں سے بھری ہوئی ہم نے دنیا کے نقشے سے مٹا دیں کیونکہ اہل قریہ اپنے تفاخر کی وجہ سے اکڑتے تھے ان کے مکانات منہدم ہو گئے زمین کا اصل وارث اللہ تعالیٰ ہے۔

اس کے ضمن میں پیر کرم شاہ رقم طراز ہیں:

خدا کی نافرمانیوں کے ہولناک انجام سے بچنے کے لئے انہیں گزشتہ قوموں کے کھنڈرات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔[31]

سید مودودی رقم طراز ہیں:

آخر کار اس عالم دنیا کے سامان ہی کی وجہ سے ارفع حیات نہیں کہ انسان حق و باطل کی تمیز کیے بغیر اس کے حصول میں لگا رہے اور وہ صراط مستقیم سے اس لیے بہکا رہے کہ اگر ایسا کرے گا تو وہ سرمایہ بھی ہاتھ سے نکل جائے گا، کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت یا دلیل ہے کہ جن افعال قبیحہ نے سابقہ اقوام کو تباہ و برباد کیا اگر تم بھی اسی ڈگر پر چلتے رہو گے تو بچ پاؤ گے تمہارا بھی انجام وہی ہے جو ان کا ہے انہی کی طرح ہو گا۔[32]

معیشت کے لئے دوسرا لفظ "اقتصادیات "استعمال ہوتا ہے ، اس کے معانی کفایت شعاری ، میانہ روی اور اعتدال کے ہیں ۔اقتصادیات وہ علم ہے جس میں دولت کی پیدائش مبادلہ، صرف اور تقسیم سے بحث کی جاتی ہے۔[33]

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:"ماعال من اقتصد"[34]جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہو گا۔

معاشیات کی تعریف مسلم مفکرین کے نزدیک

علامہ ابن خلدون مقدمہ ابن خلدون کے حوالہ سے المعاش کی تعریف میں لکھتے ہیں:

معاش رزق ڈھونڈنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کا نام ہے۔

علامہ الحریری لکھتے ہیں:

المعاش سے مراد تجارت و دیگر ذرائع دنیا جس سے انسان اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے استفادہ کرتا ہے۔

امام ابو یوسف اپنی کتاب الخراج میں معاشی افکار بیان کرتے ہیں جس میں درج ذیل افکار کو بیان کیا ہے: ٹیکس اور حکمرانوں کا رویہ، ٹیکسوں کی اقسام، زرعی زمینوں پر ٹیکس، محصور ترکہ، محصول چونگی، فراہمی آب کے مسائل، جنگلات اور چراگاہیں۔[35]

امام ابو عبید القاسم کی معاشی کتاب کتاب الاموال، جو خاص اہمیت کی حامل کتاب ہے ، میں امام ابو عبید القاسم کو اسلام کے ماہرین معاشیات میں شمار کیا گیا ہے وہ اپنے معاشی افکار پر مشتمل کتاب الاموال میں مندرجہ ذیل موضوعات بیان کرتے ہیں: بیت المال کے ذرائع آمدن، جزیہ فی خمس اور جزیہ کی وصولی، فوجی قوت کے ذریعے مفتوحہ علاقوں میں خراج لگانا، اسلامی ریاست میں سماجی تحفظ، زکوۃ اور اس کے احکام، مصارف زکوٰۃ۔[36]

ابن خلدون کو معاشی مسائل پر بحث کرنے والا پہلا مسلمان مفکر تسلیم کیا جاتا ہے، ان کے نزدیک معاشی امور کا سیاسی حالات پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ ابن خلدون کے نزدیک حکومت کی اصل غرض و غایت مخلوق خدا کی معاشی کفالت کا انتظام کرنا ہے۔[37]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ ، خیر الکثیر اور البدور البازغہ وغیرہ میں اپنے معاشی افکار پر روشنی ڈالتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اگر معاشی معاملات میں لوگوں کے درمیان باہمی تعاون اور اشتراک عمل کے ذریعے مالی ترقی بروئے کار نہ آئے، تو تمدن کا حل اور صحیح رہنا دشوار ہو جائے گا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مملکتوں کی بربادی کے دو ہی امور ہیں: ایک یہ کہ بیت المال کے مالیہ پر تنگدستی چھا جائے اور دوسرا بہترین معاش قوت بازو سے رزق کمانا، کے بیت المال پر انحصار کرنا۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک معاشی بگاڑ کا اخلاقیات سے گہرا تعلق ہے، نیز بے جا عیش کوش کو پسند نہیں کرتے، وہ سود کی مذمت کرتے ہیں اور اسے باطل و حرام قرار دیتے ہیں۔[38]

معاشیات کی تعریف غیر مسلم مفکرین کے نزدیک

آدم سمتھ ماہر معاشیات کہتے ہیں:

معاشیات دولت کا وہ علم ہے جو اس نے اپنی کتاب "دولت اقوام "میں دولت کو چار حصوں میں تقسیم کرتا ہے:

۱)صرف دولت(۲)تبادلہ دولت(۳) تقسیم دولت(۴)پیدائش دولت۔

الفریڈمارشل کہتے ہیں:

معاشیات میں انسان کی ان سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہوتا ہے، اس کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کیسے دولت کماتا ہے اور کیسے دولت خرچ کرتا ہے، یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اس حصے کا جائزہ لیتا ہے جس کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ زندگی کی خوشحالی کے ضامن مادی لوازمات کس طرح حاصل کئے جاتے اور کس طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔پس معاشیات ایک طرف دولت کا علم ہے اور دوسری طرف خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا بھی علم ہے۔[39]

جدید ماہرین کا پیش رو رابینز لکھتا ہے:

معاشیات کا علم خواہشات کی کثرت اور وسائل وذرائع کی قلت کی وجہ سے وجود میں آتا ہے، لہٰذا اس سلسلہ کی جدوجہد میں پیدا ہونے والا علم معاشیات کہلاتا ہے۔

اہمیت معاشیات:

تخلیق کائنات کے ساتھ اور انسان کے زمین پر بسنے کے ساتھ انسانی خواہشات نے جنم لیا، انسان کی خواہشات تو بیشمار ہیں،، عالم دنیا کی زندگی خواہشات کا مجموعہ ہے اور اسے فطری جبلت کہا جاتا ہے۔

جس میں بھوک، پیاس، سردی، گرمی سے بچنے کا اہتمام نیز زندگی گزارنے کے لیے مکان تجارت بحالت بیماری علاج معالجہ قدرتی ذرائع کی شناسائی واستفادہ کے لیے علم معاشیات سے واقفیت لازمی امر ہے اور یہ بنیادی ضروریات میں شمار ہوتی ہیں ان کا حصول ہی انسان کا مقصد ہے۔

علم معاشیات کے مطالعہ سے ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں سے علمی اور عملی بھی ہیں، ذرائع معاش انسانی محدود ہوتے ہیں جبکہ اس کی تمنائیں، آرزوئیں بے شمار ہوتی ہیں جن کی کوئی حد ہی نہیں۔انسان کو چاہیے کہ ذرائع معاش کو اس طرح بروئے کار لائے کہ اس کے مقاصد حیات پورے ہوسکیں اس کی انفرادی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔

الغرض علم معیشت کی ضرورت واہمیت سے انکار ممکن نہیں، کیونکہ قومی، ملکی ترقی کا راز اس سے وابستہ ہے۔انسانی فلاح، اس کی ترقی، بہتر سامان زیست کو مہیا کرنا اسی سے وابستہ ہے۔ لہٰذا کسی صورت بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس کے بیشمار فوائد وثمرات ہیں جو وسائل حیات انسانی کو بروئے کار لانے میں اور وسائل زندگی کو حل کرنے میں کام آتے ہیں۔

قرآن کریم کی رہنمائی انسانی زندگی کے جملہ شعبوں کو محیط ہے۔روزہ مرہ زندگی سے متعلق اس کی ہدایات وتعلیمات کو جاننا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا دراصل اس کے نزول کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔ہر صاحب ایمان کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ شب وروز بسر کرتے ہوئے قرآن اس سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔

یہ سوال بڑا اہم ہے اور اس کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں (مذہبی، اخلاقی، سماجی ومعاشی اور سیاسی وانتظامی) سے ہے۔اس سوال جواب میں قرآن مجید کا بہت سارا حصہ وارد ہے۔انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں معاشی پہلو یا مالی معاملات کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بلکہ یہ ایک پہلو دوسرے شعبوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔اسی بناء پر قرآنی ہدایات وتعلیمات کی اہمیت ومعنویت اور بھی بڑھ گئی ہے کہ موجودہ دور میں ان سے بے توجہی وغفلت زیادہ نظر آتی ہے، بلکہ یہ کہنا خلاف واقعہ نہ ہوگا کہ ہماری عملی زندگی میں قرآنی احکام کی خلاف ورزی کی زیادہ مثالیں مالی معاملات سے متعلق ہی ملتی ہیں۔

کسب مال میں جائز وناجائز کی رعایت، انفاق فی سبیل اللہ میں مسابقت، مال خرچ کرنے اور وسائل واسباب کے استعمال میں فضول خرچی نمائش سے اجتناب، خرید وفروخت اور دوسرے معاملات میں دیانت داری، لین دین میں قول وقرار کی پابندی، مال میں مستحقین کے حقوق کی ادائیگی کے باب میں معاشرہ

کی جو عام حالت ہے وہ بالکل واضح ہے۔ ان حالات میں اس پہلو سے کون انکار کر سکتا ہے کہ معاشی زندگی و مالی معاملات سے متعلق قرآنی تعلیمات کو بار بار یاد کیا جائے اور دوسروں کو یاد دلایا جائے۔

مال کمانا یا حصول معاش کی کوشش کرنا قرآن کی نظر میں نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے اس لئے کہ اس کا تعلق جان کی حفاظت یا زندگی کی بقا سے ہے، جو دین اسلام میں مطلوب ہے۔ قرآن کی نگاہ میں معاش کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اسے اللہ کے فضل سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض آیات میں مال کو خیر کہا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ- قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ [40]

"اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی تھوڑا شکر کرتے ہو"

اس کے ضمن میں پیر کرم شاہ رقم طراز ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان احسانات کا ذکر فرما کر شکر گزاری کی ترغیب دے رہا ہے وہ ذات پاک جس نے تمہیں اس کرہ ارضی پر آباد کیا اور اس میں روئیدگی کی وہ صلاحیتیں ودیعت فرمادیں۔ ضرورت کی ساری چیزیں اس سے اگتی ہیں۔ جابجا پانی کے چشمے ابل رہے ہیں، اس کے ان احسانات عظیمہ کے پیش نظر تم پر واجب تھا کہ تم اس کے احکام کی تعمیل میں ذرا سستی نہ کرتے" [41]

اس ضمن میں علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بعض ذرائع معاش انسانی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمائے تاکہ انسان ان سے استفادہ کرے اور انسان کی حیات برقرار رہے جس میں دریاؤں کا تخلیق کرنا، ان کے اندر مچھلیوں کو پیدا کرنا، آسمان سے باران رحمت کا نازل کرنا، جس سے بنجر زمین سرسبز و شادابی میں بدل جاتی ہے اور کچھ ذرائع حیات انسان اپنے ہنر کسب عقل و علم سے بروئے کار لاتا ہے اور اصول ذرائع کو ممکن بناتا ہے نیز اس میں انسانی مشقت و مزدوری بھی شامل ہے۔ [42]

مفسر گیلانی لکھتے ہیں:

یعنی انسان پر اللہ جل جلالہ کے انعامات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ایک کم کر دیا جائے، مثلاً ہوا کا وجود ہی ختم ہو جائے یا دھوپ کبھی نہ نکلے تو اس دنیا میں اس کا جینا محال ہو جائے، ان احسانات و انعامات کا بدلہ تو یہ ہونا چاہیے کہ انسان اللہ جل جلالہ کے شکر گزار بندے بن جاتے، مگر ایسا خیال کم ہی لوگوں کو آتا ہے۔ [43]

یونہی قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [44]

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ پاک کا فضل تلاش کرو اور اللہ پاک کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ"

اس کے ضمن میں سید مودودی لکھتے ہیں:

اس سے مراد نماز جمعہ کے بعد بکھر جانا زمین پر اور امور تجارت میں مشغول ہو جانا ہی مراد نہیں، چونکہ نماز جمعہ سے قبل خرید و فروخت کو جو ممنوع قرار دیا گیا تھا اس کی اجازت دی گئی ہے اس کی مثال یوں دیتے ہیں کہ صاحب احرام دوران احرام شکار نہیں کر سکتا احرام کھولنے کے بعد شکار کی اجازت ہے لیکن لازم یہی ہے کہ وہ شکار نہ کرے۔ [45]

ماہر نظام معیشت سمتھ نے کہا ہے:

Economic is a study of wealth.[46]

معاشیات دولت کا علم ہے۔

یعنی کسی ملک کی خوشحالی سے زیادہ اس کی سالمیت ہے اور اس ملک کے وجود کا قائم رہنا معاشیات پر ہے۔

خلاصہ:

اس آرٹیکل کی روشنی میں اردو زبان کی منتخب تفاسیر کے حوالے سے سماجیات اور معاشیات پر روشنی ڈالی ہے اور ان امور ضروریہ کو سامنے لایا ہے جن کی اہمیت و افادیت معاشرے اور معاشیات میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، مفسرین کی آراء کو سامنے رکھ کر وہ احکام اور ذرائع معاش بیان کیے گئے ہیں جن کو اپنا کر افراد حق و باطل میں تمیز کر کے بروئے کار لائیں اور اپنی انفرادی زندگیاں اسلامی شریعت کے مطابق بسر کریں، عالم دنیا کی زندگی میں معاشیات ایک انتہائی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے اس کو اپنائے بغیر کامیاب زندگی کا تصور ہی نہیں، جو سماج معاشی اعتبار سے خوشحال ہوتے ہیں اس میں فتنہ وفساد، ظلم واستحصال، چوری چکاری، ڈاکہ زنی، چور بازاری نہیں ہوتی اور وہ امن و سلامتی کا گہوارہ بنتے ہیں۔

حوالہ جات

1 **فیروز اللغات**،(لاہور:فیروز سنز پرائیویٹ،لمیٹڈ)،ص853-

2 **قومی انگریزی اردو لغت**،(اسلام آباد:ادارہ فروغ امن قومی زبان)۔

3 سورۃالنجم3:53-

4 سورہ بنی اسرائیل70:17-

5 عثمانی، محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**،(کراچی:مکتبہ معارف القرآن،2008ء)، 124/8-

6 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**،(لاہور: منصورہ)، 95/5-

7 کیلانی، عبد الرحمن کیلانی، **تیسیر القرآن**،(لاہور: مکتبۃ السلام وسن پورہ)، 276/4-

8 سورہ بنی اسرائیل24:17-

9 سورۃالبقرہ177:2-

10 سورۃالروم22:30-

11 الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 569/3-

12 سورۃالحجرات11:49-

13 الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)،594/4-

14 امین احسن اصلاحی، **تدبرِ قرآن**، 223/7-

15 سورۃالبقرہ282:2-

16 عثمانی، محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**،(کراچی:مکتبہ معارف القرآن،2008ء)،685/1-

17 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**،(لاہور: منصورہ)،221/1-

18 سورۃالحجرات13:49-

19 الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 600/4-

20 کیلانی، عبد الرحمن کیلانی، **تیسیر القرآن**،(لاہور: مکتبۃ السلام وسن پورہ)، 276/4-

21 عثمانی، محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**،(کراچی:مکتبہ معارف القرآن،2008ء)، 124/8-

22 ابن منظور، محمد مکرم، لسان العرب،(بیروت: دار صادر،1414ھ)، 321/6-

23 **فیروز آبادی**،القاموس المحیط، 291/1-

24 راغب الاصفہانی، ابی القاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن،(السعودیہ:مکتبہ نزار مصطفی الباز)،ص596-

25 سورۃالزخرف32:43-

26 عثمانی، محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**،(کراچی:مکتبہ معارف القرآن،2008ء)،727/7-

27 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**،(لاہور: منصورہ)،536/4-

28 سورہ طہٰ124:20-

29 الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 143/3-

30 سورۃالقصص58:28-

31 الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 502/3-

32 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**،(لاہور: منصورہ)،653/3-

33 فیروز دین اینڈ سنز، **فیروز اللغات**، ص105-

34 شیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد، رقم الحدیث:4048-

35 ابویوسف، کتاب الخراج، (ملتان: مکتبہ رحمانیہ، س،ن)، ص174-

36 ابوعبید القاسم، کتاب الاموال، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، س،ن)، ص221-

37 ابن خلدون، کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر (المقدمہ)، 364/1-

38 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، 43/1-

39 Jihanson , Economic , P:6-

40 سورۃ الاعراف 10:7-

41 ایضاً

42 غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال)، 37/4-

43 کیلانی، عبد الرحمن کیلانی، **تیسیر القرآن**، (لاہور: مکتبۃ السلام وسن پورہ)، 31/2-

44 سورۃ الجمعہ 10:62-

45 مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، (لاہور: منصورہ)، 497/5-

46 Twinning Hardly, Economic, p:10-